بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

دین (حق)، تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے

(اوریس)

چونکہ اصول دین میں تقلید کافی نہیں لہذا بعض مختصر اور عام فہم دلیلیں ذکر کی جاتی ہیں۔

خدا کے وجود کی دلیلیں

پہلی دلیل

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ

بے شک آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے بدلنے

وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ

اور اُن کشتیوں کے دریا میں چلنے میں جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور آسمان سے

اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ

پانی کے اس طرح برسنے میں کہ جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور

بَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ

ہر قسم کے جانور زمین پر پھیلا دینے اور ہواؤں کے چلانے میں

الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ۝

اور اُس بادل میں جو آسمان و زمین کے درمیان مطیع و فرماں بردار ہے البتہ صاحبان عقل کے لئے

(خدا کے ہونے کی) کھلی نشانیاں ہیں

دوسری دلیل

ایک اعرابی نے جناب امیرالمومنین ع سے خدا کے وجود کی دلیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ کی مینگنی اونٹ کے وجود پر دلالت کرتی ہے اور لید گدھے کے وجود پر اور نشانات قدم چلنے پر تو پھر یہ آسمان و زمین خدا کے وجود پر کیوں کر دلالت نہ کریں گے۔

تیسری دلیل

ایک بڑھیا چرخہ کات رہی تھی اُس سے کسی نے دریافت کیا کہ تو نے کیسے جانا کہ خدا موجود ہے اُس نے جواب دیا کہ اس چرخہ کو جب میں چلاتی ہوں تو چلتا ہے اور جب نہیں چلاتی تو رک جاتا ہے لہذا جب چرخہ کی یہ حالت ہے تو یہ اتنا بڑا آسمان سورج چاند ستارے بلا کسی چلانے والے کے کیونکر چل سکتے ہیں پس میں نے اس وجہ سے جان لیا کہ خدا موجود ہے۔

توحید کی دلیل

لَوْ کَانَ فِیْہِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللہُ لَفَسَدَتَا ۔ یعنی اگر آسمان و زمین میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو دونوں خراب ہو جاتے ۔ خراب ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپس میں اختلاف رائے ہوتا اور پھر لڑائی جھگڑا ہوتا اور کوئی چیز پیدا نہ ہو سکتی ۔ اور چونکہ آسمان و زمین وغیرہ موجود ہیں اور انتظام میں کوئی خرابی نہیں لہذا معلوم ہوا کہ خدا فقط ایک ہی۔

اعتراض

اگر بہت سے خدا ہوں اور اُن سب کی ایک پارلیمنٹ ہو جس میں بہ امر کثرت

رائے سے طے پاتا ہو تو کیا قباحت لازم آتی ہے۔

جواب

اگر ایک سے زیادہ خدا ہوں اور ہر امر مشورہ اور کثرت رائے سے ہوتا ہو تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ آیا ایک خدا دوسرے خدا کی رائے کے خلاف کر سکتا ہے یا نہیں اگر کر سکتا ہے تو دوسرا خدا عاجز ہوا اور جو عاجز ہو وہ خدا نہیں اور اگر نہیں کر سکتا تو یہ خدا عاجز ہوا لہذا یہ خدا نہ رہا بہر حال خدا ایک ہی ہو سکتا ہے نہ ایک سے زیادہ۔

خدا عادل ہے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ

خود اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی

قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ

(گواہی دیتے ہیں اور نیز یہ کہ) وہ انصاف کو قائم کرنے والا ہے۔

دلیل

ظلم بُری چیز ہے اور خدا کو ہر برائی سے منزہ اور پاک ہونا چاہئے۔ علاوہ

بریں اُس نے ہم کو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خود عدل نہ کرے

جبر و اختیار

مذہب امامیہ میں بندے اپنے کاموں میں خواہ اچھے ہوں یا بُرے مختار ہیں لیکن[۵] اسلام کے بعض فرقے اس امر کے قائل ہیں کہ بندے اپنے کاموں میں مجبور ہیں مثلاً زید نے اگر شراب پی یا زنا کیا تو وہ اس بارہ میں خدا کی جانب سے مجبور تھا اگر زید چاہتا کہ شراب نہ پیوں یا زنا نہ کروں تو ممکن نہ تھا۔ اس اعتقاد سے خدا کا ظالم ہونا لازم آتا ہے۔

حکایت

امام جعفر صادق ع کے زمانہ میں مسلمانوں کے ایک بڑے عالم گزرے ہیں وہ ایک مرتبہ درس میں اپنے شاگردوں سے کہنے لگے کہ مجھ کو اپنے اُستاد جعفر صادق ع کی تین باتیں جن کو وہ فرماتے ہیں پسند نہیں

---

[۵] جبریہ فرقہ کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

مے خوردن من حق ز ازل میدانست | گر مے نخورم علم خدا جہل بود۔

اس کا جواب یہ شعر ہے۔

علم ازلی علت عصیاں بودن | عند العقلا ز غایت جہل بود ۱۲

ہیں۔ اول یہ کہ شیطان جہنم میں آگ سے جلایا جائے گا میرے نزدیک یہ درست نہیں اس لئے کہ جب شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے تو آگ اُسے کیسے جلا سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ خدا کو قیامت میں بھی نہیں دیکھ سکتے یہ بھی میرے نزدیک ٹھیک نہیں اس لئے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز موجود ہو اور وہ دکھائی نہ دے۔ تیسرے یہ کہ بندے اپنے فعل کے مختار ہیں یعنی وہ اچھا برا خود ہی کرتے ہیں۔

جب اُن عالم صاحب کی یہ تقریر ختم ہوئی تو بہلول نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر اُن کی پیشانی پر مارا۔ عالم صاحب اور اُن کے شاگرد بہلول کے پیچھے دوڑے اور اُن کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے اور شکایت کی۔ بہلول نے عالم صاحب سے دریافت کیا کہ میں نے تم کو کیا ایذا دی۔ عالم صاحب نے کہا کہ تم نے میری پیشانی پر ڈھیلا مارا ہے جس کی وجہ سے میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ بہلول نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ذرا درد کو ہمیں دکھا دو۔ عالم صاحب بولے کہ درد بھی کوئی دکھلائی کی چیز ہے جو میں تمھیں دکھلا دوں۔ بہلول نے کہا کہ پھر تم امام جعفر صادق ؑ پر کیوں اعتراض کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا موجود ہو اور دکھائی نہ دے اور اسی سے آپ کا دوسرا اعتراض بھی رد ہو گیا اس لئے کہ ڈھیلا مٹی کا تھا اور آپ بھی مٹی سے بنے ہیں آپ کے

عقیدے کے موافق چاہیئے تھا کہ مٹی سے مٹی کو اذیت نہوتی - اور اسی طرح آپ کا تیسرا اعتراض بھی رد ہوگیا اس لئے کہ اگر بندے مجبور ہیں تو میں نے تو کچھ نہیں کیا جو مجھ کو گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لے آئے جو کچھ کیا ہے خدا ہی نے کیا ہے - اگر ڈھیلا مارا ہے تو خدا نے مارا ہے لہذا اُس کو گرفتار کرکے لاؤ اور اُسی پر مقدمہ چلاؤ - عالم صاحب یہ سن کر خاموش ہوگئے اور شرمندہ ہوکر واپس ہوئے -

نبوّت کی دلیل

چونکہ ہماری عقلیں ناقص ہیں اس وجہ سے ہر چیز کی اچھائی بُرائی نہیں سمجھ سکتیں اور چونکہ ہم مادّیت میں آلودہ ہیں اس وجہ سے خدا تک بھی ہماری رسائی نہیں ہوسکتی لہذا ہمارے اور خدا کے درمیان کسی ایسے شخص کے واسطہ اور ذریعہ ہونے کی ضرورت ہوئی جس کی روحانیت مادیت پر غالب ہو - تاکہ مادّیت کی وجہ سے اُس کا اتصال مخلوقات سے ہو اور روحانیت کی وجہ سے خدا سے متصل ہو اور جو ایسا شخص ہو وہی نبی ہے - لہذا خدا کے لئے ازراہِ لطف و رحمت بندوں کی ہدایت کے لئے نبی کا بھیجنا واجب ہے -

---

نبی کی علامتیں

اوّل[۱] یہ کہ معصوم ہو یعنی اول عمر سے آخر عمر تک کوئی گناہ صادر نہ ہو۔ دوسرے[۲] یہ کہ معجزہ دکھانے پر قادر ہو۔ تیسرے[۳] یہ کہ تمام اوصاف کمال میں اپنی اُمت سے افضل ہو۔ چوتھے[۴] یہ کہ معزز خاندان سے ہو۔ پانچویں[۵] ایسی بیماریوں سے جو نفرت کا باعث ہوتی ہیں مثل جذام اور برص وغیرہ کے پاک ہو۔ چھٹے[۶] تمام مخلوق کی زبانوں سے واقف ہو۔

انبیائے اولوالعزم[۱]

حضرت نوح[۱] ع۔ حضرت ابراہیم[۲] ع حضرت موسیٰ[۳] ع

حضرتِ عیسیٰ[۴] ع۔ حضرتِ محمد مصطفےٰ[۵] ص

اِن سب میں ہمارے رسول اشرف وافضل ہیں۔ اور آنحضرت کے بعد سب سے افضل جناب ابراہیم ع ہیں۔

---
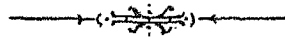
[۱] اولوالعزم وہ نبی ہیں جو اور انبیاء سے افضل ہیں اور اُن کی شریعت گزشتہ شریعتوں کی منسوخ کرنے والی ہے۔ ۱۲

ہمارے رسولؐ کے بعض معجزات

اوّل[۱] یہ کہ آنحضرتؐ کے سایہ نہ تھا۔ دوسرے[۲] یہ کہ ہمیشہ پیشانی سے نور چمکتا تھا۔ تیسرے[۳] یہ کہ جب آپ دھوپ میں چلتے تھے تو ابر سایہ کرتا تھا۔ چوتھے[۴] یہ کہ اُس چیز کو جو پسِ پشت ہوتی تھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے سامنے کی چیز کو۔ پانچویں[۵] یہ کہ خواب و بیداری میں یکساں حالت تھی۔ چھٹے[۶] کبھی کوئی جانور حضرت کے سر پر سے اُڑ کر نہ جاتا تھا اور مکھی مچھر وغیرہ جسم پر نہ بیٹھتا تھا۔ ساتویں[۷] یہ کہ پشت مبارک پر مُہرِ نبوت تھی۔ آٹھویں[۸] سنگریزے دستِ مبارک میں تسبیح کرتے تھے جس کو لوگ سُنتے تھے۔ نویں[۹] یہ کہ جب نرم زمین پر چلتے تھے تو پائے مبارک کا نشان نہ جمتا تھا اور جب سخت زمین پر چلتے تھے تو نشان بن جاتا تھا۔ دسویں[۱۰] شبِ ولادت میں طاقِ کسرےٰ (بادشاہ عجم) لرزہ میں آیا اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور دریائے ساوہ جس کی پرستش ہوتی تھی خشک ہو گیا! اور مجوسیوں کا آتش کدہ جو ہزار برس سے روشن تھا خاموش ہو گیا۔

اِن کے علاوہ اور بے شمار معجزات ہیں جن کو بہ لحاظِ اختصار نہیں لکھا گیا لیکن وہ معجزے جو سب معجزات سے فوقیت رکھتے ہیں اُن کا لکھنا ضروری ہے جن کی طرف آنحضرتؐ نے بھی حدیث ثقلین میں اشارہ فرمایا ہے۔

ایّھا النّاس انّی تارکٌ فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی

اے لوگو میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن دوسری

اھلبیتی ان تمسّکتم بھما لن تضلّوا بعدی لن

میری عترت یعنی میرے اہلبیت اگر تم ان دونوں کا دامن پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ

یفترقا حتّٰی یردا علیّ الحوض

نہ ہوگے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر دونوں

میرے پاس آئیں۔

دیگر انبیا کے معجزوں میں سے اب کوئی معجزہ باقی نہیں رہا لیکن چونکہ ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں جن کی شریعت تا قیام قیامت باقی رہے گی لہذا ضرورت تھی کہ کچھ معجزے بھی آنحضرت کے ایسے ہوں جو قیامت تک باقی رہیں اور ایسے معجزے فقط دو ہیں جن میں ایک صامت ہے اور دوسرا ناطق صامت معجزہ قرآن ہے اور ناطق معجزہ اہلبیت ع۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس زمانہ میں بھی اہلبیت میں سے کوئی شخص ضرور موجود ہونا چاہیئے ورنہ قرآن اور اہلبیت میں جدائی لازم آئے گی۔ اور حدیث رسول غلط ہو جائے گی اس لئے کہ رسولخدا ص

فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں قیامت تک ہرگز جدائی نہ ہوگی اور وہ شخص جو اس زمانہ میں اہلبیت میں سے موجود ہے حضرت امام مہدی آخرالزمان عج ہیں جو ہماری[1] نظروں سے پوشیدہ ہیں اور جب حکم خدا ہوگا تو ظہور فرمائیں گے

اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهٗ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهٗ وَاكْحُلْ نَاظِرَنَا بِنَظْرَةٍ مِّنَّا اِلَيْهِ

امامت

امام وہ شخص ہے جو رسول کے بعد اُس کی شریعت کا حافظ و نگہبان ہوتا ہے بشرطیکہ رسول کا بنایا ہوا اور خدا کا مقرر کیا ہوا ہو امام کی بعینہ وہی علامتیں ہیں جو نبی کی ہیں۔

حضرت علیؑ کے نائب رسول ہونے کی چند دلیلیں

پہلی دلیل

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی - اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا حاکم صرف اللہ اور اُس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو اسطرح کے مومن ہیں

[1] نوٹ صفحہ ہذا دیکھو صفحہ ۱۲ پر۔

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○

کہ نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں

چونکہ تمام مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ مسلّم ہے کہ لغت عربی میں اِنَّمَا حصر کے لئے ہے جس کے معنی ہماری زبان میں فقط اور صرف کے ہیں اور اس کو بھی ہر صاحبِ انصاف تسلیم کرے گا کہ ولی سے مراد یہاں حاکم اور راولے بہ تصرف ہے نہ دوستؔ لہذا دعویٰؔ ثابت ہو گیا۔

---
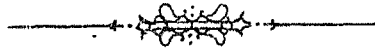
* نوٹ صفحہ ۱۱ کا۔ بعض حضرات تعجب کرتے ہیں کہ اگر حضرت حجت پیدا ہو چکے تو پھر ظہور کیوں نہیں فرماتے اور غائب رہنے کی کیا وجہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی و امام کے ہر فعل کی مصلحت ہم کو معلوم ہونا ضروری نہیں جیسطرح نبی کریمؐ شعب ابوطالب میں یا غار میں غائب رہے اسی طرح اور انبیا بھی مثل حضرت موسیٰؑ و ادریسؑ کی غائب ہوئے ہیں اور مسلمانوں کی کتابوں میں وہ واقعات مذکور ہیں۔ اور امام زماں کی مثال بعینہ مثل آفتاب کے ہے کہ کسی شہر میں آفتاب نکلتا ہے اور کسی میں ابر میں غائب ہوتا ہے مگر اس کے نور سے باوجود ابر میں ہونیکے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں ۱۲

لہ اس لئے کہ مومنین بھی ایک دوسرے کے دوست ہیں چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ (وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ) بلکہ ملائکہ بھی مومنین کے دوست ہیں جیسا کہ ملائکہ کا قول خدا عالم نقل فرماتا ہے (نَحْنُ اَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ) یعنی اے مومنین ہم زندگانی دنیا اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ پس اگر آیت میں ولی بمعنی دوست ہو تو حصر غلط ہو جائیگا حالانکہ خدا کی شان غلطی سے منزہ

لہ اور الذین بصیغہ جمع ہونے کی وجہ تعظیم ہے جس طرح کہ خود خداوند عالم اپنے آپ کو باوجود واحد حقیقی ہونے کے جمع کے صیغوں سے ذکر کرتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ ہر امام سے یہ فعل وقوع میں آیا ہے ۱۲

دوسری دلیل

قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے رسول ضرور پہنچا دو اُس پیغام کو جو تمہاری طرف خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا کہ تم نے کبھی کارِ رسالت کو انجام نہیں دیا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

یہ آیت ۱۸ ذی الحجہ کو جبکہ حضرت حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آ رہے تھے غدیرِ خُم کے موقع پر نازل ہوئی ہے۔ غدیر خم کا واقعہ مشہور ہے سنا و تم کو خود سمجھا دیں گے۔ اس کتاب میں تو تم فقط اتنی بات سمجھ لو کہ آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ پیغام جس کے پہنچانے کی اس شدت سے تاکید کی گئی ہے کوئی معمولی پیغام نہ تھا بلکہ کوئی ایسا مُہتم بالشان پیغام تھا جس کے نہ پہنچانے کی وجہ سے رسالت بیکار ہوئی جاتی تھی اور چونکہ خلیفہ و امام رسول کے بعد حافظِ شریعت اور محافظِ رسالت ہوتا ہے، تو معلوم ہوا کہ یقیناً وہ پیغام خلافت و امامت کے متعلق تھا۔

مطلب خدائے تعالیٰ کا یہ ہے کہ اے رسول اگر تم نے خلافت و امامت کا

کچھ انتظام نہ کیا اور بلا خلیفہ مقرر کئے ہوئے مر گئے تو یہ سمجھ لینا کہ تمھاری تمام زحمتیں اور شفقتیں جو تم نے رسالت کے بارہ میں اٹھائی ہیں سب بیکار ہو جائیں گی اور ساری کی کرائی محنت برباد ہو جائے گی لہذا بہت جلد اس گوہر بے بہا کا کوئی امین اور متدین محافظ بنا دینا چاہئیے تاکہ اس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ نہ رہے[1]۔ ان دو آیتوں کے علاوہ اور بہت سی آیات (مثل آیۂ مودت اور آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ وغیرہ کے) اور روایات ہیں جن کو بڑی کتابوں میں دیکھنا چاہئیے[2]۔

باقی گیارہ اماموں کی امامت پر دلیل

ان حضرات سے چونکہ بے انتہا معجزات و کرامات ظاہر ہوئی ہیں جو تواتر

---

[1] واقعۂ غدیر خم کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ تمہارے لئے میں نے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمھارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔
یہ آیت بھی اس امر کا قرینہ ہے کہ رسول خدا نے جس امر کی تبلیغ کی وہ کوئی بڑا اہتم بالشان امر تھا جس کے بغیر اسلام ناقص رہ جاتا تھا ۱۲

[2] اگر زیادہ تحقیق کی ضرورت ہو تو کتاب الفین مصنفۂ علامۂ حلی علیہ الرحمۃ کو دیکھیں جس میں دو ہزار دلیلیں عقلی و نقلی خلافت علی بن ابی طالب ع کے متعلق ذکر کی گئی ہیں ۱۲

کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور علمائے اسلام سے راوندی اور ابن طلحہ شافعی اور ابن صباغ اور جامی وغیرہ نے اُن کو ذکر کیا ہے اور یہ سب حضرات اپنے اپنے زمانہ میں مدعیِ امامت بھی ہوئے لہذا ثابت ہوا کہ یہی حضرات مستحقِ امامت ہیں۔

دوسری دلیل

جناب رسولخداؐ نے امام حسینؑ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند حسین خود امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے اور نو اماموں کا باپ ہے نواں اُن میں قائم ہے جو اُن (نو) سے افضل ہے۔

تیسری دلیل

جابر بن عبداللہ انصاری (صحابیٔ رسولؐ) سے روایت ہے کہ جب آیۂ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[1] نازل ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ ہم نے اللہ کو پہچانا اور اطاعت کی اور آپ کو پہچانا اور اطاعت کی اب یہ بتلائیے کہ اولو الامر جن کی اطاعت کا خدا نے ہم کو حکم دیا ہے وہ کون ہیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر وہ میرے خلیفہ و جانشین ہیں

[1] خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ حکم ہیں اطاعت کرو ۱۲

اور میرے بعد حاکم ہیں۔ اون میں اول میرے بھائی علیؑ ہیں پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن حسینؑ پھر محمد بن علیؑ اور اے جابر تم کو اُن کی زیارت نصیب ہوگی لہٰذا جب تم اُن کی زیارت کرو تو اُن کو میرا اسلام کہنا پھر جعفر بن محمدؑ پھر موسیٰ بن جعفرؑ پھر علی بن موسی الرضاؑ پھر محمد بن علیؑ پھر علی بن محمدؑ پھر حسن بن علیؑ پھر محمد بن حسنؑ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں جو تمام اہل اسلام کی کتابوں میں موجود ہیں۔

قیامت کے آنے پر دلیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝

جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے اور زمین اپنے دفینے (مردے وغیرہ) نکال کر پھینک دے

وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝

اور انسان یہ حالت دیکھ کر بول اُٹھے کہ اسے کیا ہو گیا اُس دن یہ اپنی تمام خبریں (خدا سے) بیان کر

بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا

اس لئے کہ تمہارا پروردگار اُس کو حکم دے گا اُس دن لوگ (میدان حشر میں جمع ہو کر وہاں سے) مختلف جماعتوں

لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

ہیں (حساب کتاب کے لئے) لوٹیں گے تاکہ اُن کے عمل اُن کو دکھائے جائیں۔ تو جس نے ذرّہ بھر نیکی

خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

کی ہوگی وہ اُس کو بچشم خود دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرّہ بھر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اُس کو دیکھ لیگا۔

دوسری دلیل

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ

اور وہ لگا ہماری نسبت باتیں بنانے اور اپنی خلقت کو بھول گیا۔ کہتا (کیا) ہے

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝

کہ کون (ایسی قدرت رکھتا) ہے کہ (آدمی کی ہڈیاں) گل کر خاک ہوگئی ہوں اور وہ اُن کو

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

جِلا دے (اے پیغمبر تم اس گستاخ سے) کہو کہ جسنے ہڈیوں کو اول بار پیدا کیا تھا وہی انکو دوبارہ بھی جلائے گا۔

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝

اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے

تیسری دلیل

چونکہ خداوند عالم نے مؤمنین سے ازراہِ تفضّل جنّت کا وعدہ

فرمایا ہے اور کفار و فساق سے از راہِ عدل[1] جہنم کا اور خدا اخلاف وعدہ نہیں کرتا لہذا قیامت کا واقع ہونا ضروری ہے

بَابُ الطَّهَارَة

نجاست کی قسمیں

نجاست کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی نجاست ظاہری کو خُبث اور نجاست باطنی کو حَدَث کہتے ہیں پھر حَدَث کی دو قسمیں ہیں اول حَدثِ اصغر یعنی وہ چیزیں جو وضو کو واجب کرنے والی[2] ہیں۔ دوسرے حدثِ اکبر یعنی وہ چیزیں جو غسل کو واجب کرنے والی[3] ہیں۔

---

[1] کفر و فسق کی وجہ سے ۱۲

[2] جیسے پیشاب پاخانہ ریح وغیرہ ۱۲

[3] جیسے جنابت حیض استحاضہ وغیرہ ۱۲

نجس کی قسمیں

نجس کی دو قسمیں ہیں اوّل[1] نجس العین یعنی وہ چیز جو ذاتاً[5] نجس ہو دوسرے[2]
نجس عارضی جس کو متنجس کہتے ہیں یعنی وہ شے جو ذاتاً پاک ہو لیکن نجاست
لگنے کی وجہ سے نجس ہو جائے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

نجاست چند طریقوں سے ثابت ہوتی ہے اوّل[1] اپنے آپ کو نجاست کا
یقین ہونے سے دوسرے[2] دو عادلوں کے کہنے سے کہ فلاں شے نجس ہے
تیسرے[3] اُس شخص کے کہنے سے جو ذوالید ہے یعنی اُس شخص کے خبر دینے
سے جس کے قبضہ میں وہ شے ہے۔ شک اور گمان سے نجاست ثابت
نہیں ہوتی بلکہ اگر کسی شے کی نجاست کا یقین نہ ہو بلکہ محض گمان یا شک
ہو تو اُس کو پاک سمجھنا چاہیئے البتہ اگر سابقاً یقینی طور سے نجس تھی اور بعد
میں اُس کی طہارت و نجاست میں شک ہو تو جب تک طہارت کا یقین نہ ہو جائے

[5] یہ وہی بارہ چیزیں ہیں جن کو تم پہلے پڑھ چکے ہو یعنی پیشاب پاخانہ منی خون وغیرہ ۱۲

اُس کو نجس سمجھنا چاہیئے۔ پس جو لوگ وسوسۂ شیطانی اور مرض مالیخولیائی یا ابلہ فریبی کی وجہ سے ہر چیز کو نجس سمجھتے ہیں اور نجس بدن یا لباس کے دھونے میں گھڑے پر گھڑے پانی کے بہاتے ہیں پائخانہ پیشاب کی طہارت کے لئے بیسیوں لوٹے پائخانہ میں لے جاتے ہیں اگر دانت میں ذراسا خون نکل آئے تو بے شمار کلیاں اور غرارے کرتے ہیں اگر پورا نجس ہو جائے تو پورا ہاتھ دھوتے ہیں اور انگلی نجس ہو جائے تو غوطہ لگا دیں ہاتھوں کو ہر وقت ایک عجیب بدنما نشان سے بدن سے جدا رکھتے ہیں تو میرے نزدیک یہ لوگ یقیناً عاصی و گنہگار اور رسول اللہؐ کی شریعت سہلہ سمحہ سے بالکل بے خبر ہیں چنانچہ حدیث نبوی اس پر شاہد صدق ہے۔

یہاں تک شفقمائی ہوگا

حدیث

جناب رسولخداؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ وضو کے پانی کی مقدار ایک مد[1] ہے اور غسل کے پانی کی مقدار ایک صاع[2] ہے اور میرے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اس مقدار کو کم سمجھیں گے تو یہ لوگ میری سنت کے مخالف ہیں اور جو میری سنت کے خلاف ہوگا وہ میرے ساتھ جنت میں نہ ہوگا۔

[1] انگریزی سیر سے ایک چھٹانک تین پاؤ ۱۲ —— [2] انگریزی سیر سے سوا تین سیر ۱۲

وضو کے واجب ہونے کی وجہ

چونکہ وضو سے اعضائے ظاہری کی پاکیزگی اور صفائی حاصل ہوتی ہے اور ظاہری صفائی باطنی صفائی میں بہت بڑا اثر رکھتی ہے چنانچہ جو لوگ صفائی کے عادی ہیں اور ہمیشہ بدن ولباس کو صاف اور ستھرا رکھتے ہیں اُن کے دل میں بھی صفائی اور پاکیزگی کا اثر ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ناپاک اور میلے کچیلے بدن اور کپڑوں سے اُن کے دل کو نفرت ہو جاتی ہے لہذا دل کی صفائی اور پاکی حاصل ہونے کی غرض سے وضو کے ذریعہ سے ظاہری صفائی کا حکم کیا گیا گویا کہ وضو کے ذریعہ سے ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کر کے بندہ اپنے آقا اور مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہونے کی تیاری کرتا ہے۔

استبرا کرنے کا

فائدہ

اگر پیشاب کرنے کے بعد رطوبت خارج ہو تو تین حال سے خالی نہیں یا تو یہ رطوبت یقیناً پیشاب کی ہے یا یقیناً وَدِی[1] کی ہے یا مشتبہ ہے پہلی

[1] ودی وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے اور وذی وہ رطوبت ہے جو منی کے بعد نکلتی ہے اور مذی

صورت میں وہ رطوبت مطلقاً[ل] نجس ہے اور ناقضِ وضو بھی اور دوسری صورت میں مطلقاً پاک بھی ہے اور ناقضِ وضو بھی نہیں اور تیسری صورت میں استبرا کر لینے کی حالت میں دوسری صورت کی مثل ہے اور استبرا نہ کرنے کی حالت میں پہلی صورت کی مثل ہے۔

جن چیزوں کے لیے وضو واجب ہے

وضو چند چیزوں کے لئے واجب ہے اول[۱] نماز دوسرے[۲] طواف تیسرے[۳] قرآن کے حروف یا خدا کے یا معصومینؑ کے اسمار کو مس کرنے کے لئے۔ چوتھی[۴] نذر یا عہد یا قسم کی وجہ سے۔

وضو کی شرطیں

پانی[۱] کا مطلق ہونا۔ پانی[۲] اور اعضائے[۳] وضو کا پاک ہونا۔ حائل[۴] چیز کا نہ ہونا۔ پانی کا[۵] برتن۔ اور پانی اور وضو کی جگہ اور پانی گرنے کی جگہ کا مباح ہونا۔ پانی[۶] کا برتن سونے اور چاندی کا نہ ہونا۔ غسالہ[۷] خبث کا پانی نہ ہونا اگرچہ پاک ہو۔ وضو[۸] سے مرض یا پیاس وغیرہ کا خوف نہ ہونا ورنہ تیمم

---

* بقیہ صفحہ ۲۱ کا۔ وہ رطوبت ہے جو شہوت کے ہیجان سے آتی ہے ۱۲

[ل] یعنی استبرا کیا ہو یا نہ کیا ہو ۱۲

واجب ہے۔ وقت[9] میں وضو اور نماز دونوں کی وسعت ہونا ورنہ تیمم کرنا چاہئے۔ بحالت[10] اختیار وضو خود کرنا اور استعانت مکروہ ہے ترتیب[11] موالات[12]۔ نیت[13]۔ خلوص[14]۔

وضوئے ارتماسی

اگر حوض یا تالاب وغیرہ میں وضو کے قصد سے منہ اور ہاتھوں کو ڈبو یا جائے تو یہ وضوئے ارتماسی کہلائے گا وضوئے ترتیبی کے مقابل میں۔

بارش میں وضو کرنے کا طریقہ

اگر بارش ہونے کی حالت میں وضو کرنے کا اتفاق ہو تو بارش کا جتنا پانی ہاتھوں پر پڑے اس کے وضو میں شامل ہونے کا قصد کر لو اور مسح کرنے کے وقت کسی سایہ دار جگہ میں جا کر مسح کر و لیکن اگر سر یا پاؤں بارش میں تر ہو گئے ہوں تو مسح کے مقام کو خشک کر کے مسح کرو۔

وضوئے تجدیدی

وضو کر لینے کے بعد دوبارہ بقصد قربت وضو کرنا سنت ہے اور اسی کو وضوئے تجدیدی کہتے ہیں۔

وضوئے جبیرہ

اگر کسی شخص کے اعضائے وضو پر زخم یا شکستگی کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی ہو اور پانی مضر ہو تو اُس کو چاہیئے کہ پٹی پر مسح کرے۔

وضوئے سلس

جس شخص کو برابر پیشاب کے قطرے آنے کا مرض ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ اثنا میں اتنا وقفہ ہوتا ہے کہ جس میں مختصر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں ہوتا۔ پہلی صورت میں اس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے اور دوسری صورت میں ہر نماز کے لئے وضو کر لینا کافی ہے۔ لیکن روئی دار کیسہ پیشاب کے مقام پر باندھنا ضروری ہے۔ تاکہ پیشاب لباس اور بدن میں نہ پھیلے۔ اور بعینہٖ یہی حکم اُس شخص کا ہے جس کو پائخانہ یا ریح کی بیماری ہو۔

یہاں تک اسہار [illegible] ہو گیا [illegible]

باب الصلوٰۃ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ

(اپنی) مراد کو پہونچ گئے وہ مومن جو اپنی نمازیں

خَاشِعُوْنَ ۝

عاجزی کرتے ہیں

جب مصلی نماز کے لئے کھڑا ہو تو دل میں خیال کرے کہ میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوں اور مالک الملوک کے دربار میں حاضر ہوں۔ نیز کم از کم اس امر کا یقین کرے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ جناب رسولِ خداؐ فرماتے ہیں کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اُس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اتنا ہی سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ جناب امیر المومنین علیؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ لَمْ اَعْبُدْ رَبًّا لَمْ اَرَهُ یعنی میں نے ایسے خدا کی عبادت نہیں کی جس کو میں نے (اپنے دل کی آنکھوں سے) نہ دیکھا ہو۔ نیز جناب رسول خداؐ سے مروی ہے کہ جو شخص نماز پڑھے اور اُس کے دل میں دنیا کی کوئی چیز خطور نہ کرے تو وہ جو چیز خدا سے طلب کرے گا وہ ضرور اُس کو ملے گی۔

اوقاتِ نمازِ پنجگانہ

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

اُن نمازیوں کی ویل، تباہی ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں (اور اُن کے اوقات میں اُن کو بجا نہیں لاتے)

نماز	وقت مختص	وقت مشترک	وقت فضیلت	وقت اجزا
صبح	۰	۰	طلوع صبح صادق سے طلوع حمرت مشرقیہ تک	وقت کے ختم ہونے سے قبل اتنا وقت کہ جس میں ایک رکعت پڑھی جا سکتی ہے
جمعہ ظہر	زوال کے بعد اتنا وقت جس میں شرائط کے ساتھ ظہر پڑھی جا سکتی ہو	ظہر اور عصر کے مختص وقتوں کے درمیان جتنا زمانہ ہو۔	زوال سے اس وقت تک کہ شاخص کا بڑھا ہوا سایہ اس کی برابر ہو جائے	〃
عصر	غروب سے قبل اتنا وقت جس میں عصر شرائط کے ساتھ پڑھی جا سکے	〃	فضیلت ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد سے اس وقت تک کہ سایہ دوگنا ہو جائے	〃
مغرب	غروب کے بعد اتنا وقت جس میں مغرب شرائط کے ساتھ پڑھی جا سکے۔	مغرب اور عشا کے مختص وقتوں کے درمیان جتنا زمانہ ہے	زوال حمرت مشرقیہ سے زوال حمرت مغربیہ تک	〃
عشاء	نصف شب سے قبل اتنا وقت جس میں عشا شرائط کے ساتھ پڑھی جا سکے	〃	زوال حمرت مغربیہ سے ایک تہائی رات تک	〃

۔ نماز جمعہ کا وقت بعینہ وہی ہے جو ظہر کی فضیلت کا وقت ہے۔ اگر یہ وقت گزر جائے تو ظہر پڑھنی چاہیئے نہ جمعہ ۱۲

جہر و اخفات[1]

صبح کی نماز جہر (بلند آواز) سے پڑھنی چاہیئے اور ظہر و عصر کی اخفات (آہستہ آواز) سے اور مغرب کی پہلی دو رکعتیں جہر سے۔ اور تیسری رکعت اخفات سے۔ اور عشا کی پہلی دو رکعتیں جہر سے اور اخیر کی دو رکعتیں اخفات سے۔ لیکن جمعہ کے دن ظہر کی نماز کو جہر سے پڑھنا سنت ہے۔

لباسِ مُصلّی کی شرطیں

اوّل تمام لباس کا پاک ہونا۔ البتہ اُس کپڑے کی نجاست جو ساتر عورتین نہ ہو سکتا ہو اور محمولِ متنجّس کی نجاست نماز میں معفو ہے۔ دوسرے مباح ہونا[2] یہاں تک کہ اگر ایک تاگہ بھی غصبی ہوگا تو نماز باطل ہے۔ تیسرے یہ کہ مُردار حیوان کے اجزا سے نہ ہو۔ چوتھے حرام گوشت حیوان کے

ع[1]۔ جہر و اخفات کا تعلق صرف حمد و سورہ اور تسبیحات اربعہ سے ہے ان کے علاوہ اور اذکار نماز جہریہ میں اخفات سے اور اخفاتیہ میں جہر سے پڑھ سکتے ہیں اور بسم اللہ کو نماز اخفاتیہ کی ہر رکعت میں جہر سے کہنا سنت ہے ۱۲

ع[2]۔ اگر لباس ایسے مال سے خرید اجائے جس کا خمس و زکوٰۃ نہیں دیا گیا تو وہ بھی غصبی ہوگا اور اُس میں نماز باطل ہے ۱۲

اجزا سے نہ ہو۔ خواہ مقدر کے ہو یا غیر مقدر کے۔ پانچویں مردوں کا لباس سونے سے بنا ہوا نہ ہو[۱] اگرچہ سنہرے اور سوتی تاگوں دونوں کا بنا ہوا ہو۔ بلکہ علاوہ نماز کے بھی پہننا ناجائز ہے۔ چھٹے مردوں کا لباس صرف ریشم سے بنا ہوا نہ ہو بلکہ علاوہ نماز کے بھی پہننا حرام ہے۔

مکانِ مُصلّی کی شرطیں

اول مکان کا غصبی نہ ہونا۔ دوسرے استقرار یعنی ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں اعضا کو حرکت نہ ہو۔ لہذا بحالت اختیار چلتی ہوئی ریل یا کشتی وغیرہ میں نماز باطل ہے۔ تیسرے ایسی جگہ نہ ہونا جو واجب الاحترام ہو اور اس پر کھڑا ہونا باعث توہین ہو۔ مثلاً معصوم کی قبر یا وہ جگہ جس پر قرآن کی آیتیں لکھی ہوں۔ چوتھے معصوم کی قبر کے آگے یا برابر نہ ہونا۔ پانچویں متعدی نجاست سے نجس نہ ہونا۔ چھٹے سجدہ کی جگہ کا جائے قیام سے چار انگل سے زیادہ اونچا نیچا نہ ہونا۔

واضح ہو کہ ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں عورت آگے یا برابر میں نماز پڑھتی ہو مکروہ ہے۔

---

[۱] البتہ اگر سنہری رومال وغیرہ جیب میں پڑا ہو تو قباحت نہیں اور یہی حکم بعینہ ریشمی رومال وغیرہ کا ہے۔

جن چیزوں پر سجدہ جائز ہے

مٹی۔ وہ پتھر جو کانی نہ ہو۔ جو چیز زمین سے اُگتی ہے بشرطیکہ وہ کھائی اور پہنی نہ جاتی ہو۔ لیکن کاغذ پر مطلقاً جائز ہے۔ اگرچہ وہ روئی یا ریشم سے بنا ہوا ہو۔ بشرطیکہ گاڑھی روشنائی سے لکھا ہوا نہ ہو۔ اور ان سب میں خاک شفا کی سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا افضل ہے۔

مسئلہ

اگر اثنائے نماز میں ان چیزوں میں سے جن پر سجدہ صحیح ہے کوئی چیز باقی نہ رہے تو وسعتِ وقت میں نماز کو توڑ دینا چاہیئے اور تنگیِ وقت کی حالت میں روئی یا السی کے بنے ہوئے کپڑے پر اور اگر یہ بھی نہ ہو تو معدنی چیز پر اور اگر یہ بھی نہ ہو تو ہتھیلی کی پشت پر سجدہ کرنا چاہیئے۔

جماعت کے فوائد

نماز جماعت کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے بلحاظ اختصار یہاں پر چند فائدے ذکر کئے جاتے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ جماعت کی وجہ سے جب باہمدیگر ملاقات ہوگی تو اس سے یہ معلوم ہوگا کہ اس شہر یا محلہ یا

قریہ میں ہمارے اس قدر برادران ایمانی ہیں جس سے دل کو تقویت ہوگی اور وقتاً فوقتاً ملاقات ہونے سے تعارف بڑھ جائے گا۔ مُوانَسَت پیدا ہوگی۔ ایک دوسرے کے حالات سے واقف رہے گا اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی امداد کریگا۔ دوسرے یہ کہ اس سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جماعت میں ہر قسم کے اشخاص شریک ہوں گے لہٰذا جب بے ادب با ادب کو بد اخلاق خوش اخلاق کو بے مُروّت با مروت کو بدمزاج خوش مزاج کو بے کار باکار کو کاہل مستعد کو جاہل عالم کو دیکھے گا تو چونکہ ہر چیز اپنی ضد سے خوب پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے ہر عیب والے کو اپنا عیب و نقصان خوب معلوم ہوگا اور وہ اپنے عیب کے زائل کرنے کی کوشش کرے گا اور کچھ دنوں کے بعد شائستہ ہو جائے گا۔ تیسرے یہ کہ جن کی نمازیں قبول ہونے کے قابل نہ تھیں جماعت میں وہ سب مقبول ہو جاتی ہیں اس لئے کہ اگر کسی کریم کی خدمت میں چند ہدیے اور تحفے ایسے پیش کئے جائیں جن میں سے بعضے حقیر و ناقص ہونے کی وجہ سے قبول ہونے کی قابل نہ ہوں تو کریم کی شان سے بعید ہے کہ عمدہ عمدہ تحفوں کو لے لے اور خراب خراب کو واپس کر دے یا یوں سمجھو کہ جب ایک وَفد (جماعت) کسی کریم و سخی کے دروازہ پر جائے اور اُس سے کوئی حاجت طلب کرے (اگرچہ ہر شخص علیحدہ اس جماعت کا التفات کے قابل نہ ہو) تو اُس کریم سے بعید ہے کہ تمام وفد کو

بے نیل مرام اپنے دروازہ سے واپس کر دے۔ لہذا ناقص نمازیں کامل نمازوں کے ساتھ جب درگاہ احدیت میں پیش ہوں گی تو سب قبول ہو جائیں گی۔ چوتھے یہ کہ جماعت میں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اس لئے کہ جماعت میں بعض صاحب معرفت بعض رقیق القلب بعض خشوع و خضوع والے بعض حضور قلب والے ہوں گے۔ لہذا جب یہ سب مل کر دعا کریں گے تو گویا دعا اپنی تمام شرائط کے ساتھ ہوگی۔ پانچویں یہ کہ جماعت سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے۔

تارکِ جماعت کی سزا

جناب رسول خدا ص کے زمانہ میں کچھ لوگ جماعت میں شریک نہ ہوتے تھے تو حضرت ص نے ان سے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں ضرور حاضر ہو ورنہ تمہارے مکانات کو جس وقت تم اُن کے اندر ہوگے جلا دیا جائے گا۔ نیز حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جماعت سے روگردانی کرے تو مسلمانوں پر اُس کی غیبت اور اُس سے ترکِ موالات (بائیکاٹ) کرنا واجب ہے۔

لطیفہ

ایک صاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ جماعت کی نماز کیوں نہیں

پڑھتے تو آپ نے فرمایا کہ (معاذ اللہ) خداوند عالم نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں آیا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی یعنی نماز تنہا پڑھو نہ جماعت سے

لطیفہ

ایک شیعہ صاحب سے جو نماز جماعت نہ پڑھتے تھے اُن کے ایک سُنّی دوست نے دریافت کیا کہ کیوں جناب اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے فرقہ والے جماعت کے پابند نہیں ہوتے حالاں کہ شریعت میں جماعت کی کس قدر تاکید ہے اور خصوصاً آپ کو تو کبھی بھول کر بھی ایسا اتفاق نہ ہوا ہوگا۔ شیعہ صاحب نے فرمایا کہ دوست اس کی وجہ یہ ہے کہ سُنّی صاحبان جماعت کی پابندی کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں اب اگر ہم بھی جماعت کی پابندی کریں گے تو خالص شیعہ نہ رہیں گے بلکہ شیعہ والجماعت بن جائیں گے۔ لہذا ہمیں جماعت کی پابندی سے آدھا شیعہ اور آدھا سُنّی بننا پسند نہیں۔

لطیفہ

ایک صاحب نماز جماعت نہ پڑھا کرتے تھے اُن کے دوست

ایک مرتبہ اصرار کر کے انھیں جماعت میں لے گئے۔ عشا کی نماز میں شرکت ہوئی اور پہلی صف میں جگہ ملی اتفاقاً پیش نماز صاحب نے سورۂ حمد ختم کر کے سورۂ بقر شروع کر دی جس کی وجہ سے رات کے بارہ بج گئے، لیکن چونکہ صفِ اول میں تھے اس وجہ سے پیر بدلتے رہے اور مجبوراً کھڑے رہے جب نماز ختم ہوئی تو جماعت کی نماز پڑھنے سے توبہ کی اور عہد کر لیا کہ اب کبھی جماعت میں شریک نہ ہوں گا۔ کچھ مدت کے بعد دوستوں نے سابق سے زیادہ اصرار کیا اور بے حد مجبور کر کے پھر دوبارہ لے گئے۔ اتفاقاً اس مرتبہ پیش نماز صاحب نے حمد کے بعد سورۂ فیل شروع کر دی یہ حضرت فیل کا نام سنتے ہی بدحواس ہو کر افتاں و خیزاں صفوں کو توڑتے ہوئے نمازیوں کو گراتے ہوئے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ گائے کی سورت نے تو رات کے بارہ بجائے تھے۔ ہاتھی کی سورت تڑکا ہی کر دے گی۔ یہ سن کر امام و ماموین سب بے ساختہ ہنس پڑے اور سب کی نمازیں ٹوٹ گئیں۔

پیش نماز کی شرطیں

اوّل بالغ ہونا دوسرے صاحب عقل ہونا۔ تیسرے مومن ہونا۔ چوتھے عادل ہونا۔ پانچویں ولدالزنا نہ ہونا۔ چھٹے اگر ماموم مرد ہوں تو

مرد ہونا۔ ساتویں قراءت سے واقف ہونا۔

مسئلہ

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اُس شخص کا جو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور لیٹ کر نماز پڑھنے والا اُس شخص کا جو بیٹھ کر نماز پڑھے امام نہیں ہو سکتا۔ البتہ تیمم سے نماز پڑھنے والا وضو سے نماز پڑھنے والے کا امام ہو سکتا ہے۔

جماعت کی شرطیں

اوّل یہ کہ امام اور ماموین کے درمیان اور اسی طرح خود ماموین کے درمیان علاوہ ماموین کے اور کوئی چیز جو امام کے دیکھنے سے مانع ہو حائل نہ ہو۔ لیکن اگر عورتیں ماموم ہوں اور مرد امام ہو تو پردہ وغیرہ کے حائل ہونے میں کچھ قباحت نہیں۔ دوسرے یہ کہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموین کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک بالشت سے زیادہ اونچی نہ ہو البتہ ڈھلواں زمین میں مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر ماموم امام سے بلند ہو تو کچھ قباحت نہیں۔ تیسرے یہ کہ ماموم اور امام کے درمیان لمبے قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ ماموم امام سے آگے نہ ہو۔

بَابُ الصَّوم

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ

اور مدد چاہو روزہ اور نماز کے ذریعہ سے۔

یَوْمُ الشک

اگر تیسویں شعبان کو مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے شک ہو کہ آج پہلی رمضان ہے یا تیسویں شعبان تو اُس دن روزہ رکھنا واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص اُس دن سنتی یا قضا یا قربت مطلقہ کے قصد سے روزہ رکھے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ دن پہلی رمضان کا تھا تو یہ روزہ ماہ رمضان کا قرار پائے گا۔ اور اگر تیسویں رمضان کو مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے شک ہو کہ یہ دن پہلی شوال کا ہے یا تیسویں رمضان کا تو روزہ رکھنا واجب ہے

جو چیزیں روزہ میں مکروہ ہیں

اول ایسا سرمہ لگانا جس میں ایلوہ یا مشک ہو۔ دوسرے نک چھکنی کا

استعمال کرنا۔ تیسرے پھول سونگھنا۔ چوتھے جسم پر کپڑا تر کرنا۔ پانچویں بے کار کلیاں کرنا۔ چھٹے واہی تباہی یا بے فائدہ اشعار پڑھنا۔ ساتویں منھ سے خون نکالنا۔ آٹھویں عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

باب الزکوٰۃ

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ

خیرات کا مال تو صرف فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اُن کارکنوں کا جو خیرات

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ

کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہیں۔ اور اُن کفار کا جن کی تالیف قلب مقصود ہو (ان مصارف

وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ

میں زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے) اور (نیز قید غلامی سے غلاموں کی) گردنوں (کے چھڑانے) میں اور قرض داروں (کے قرضے) میں۔ اور (نیز) خدا کی راہ میں اور مسافروں (کے زاد راہ) میں

جن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے

سونا۔ چاندی۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ گیہوں۔ جو۔ خرما۔ مویز

ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہونے میں بقدر نصاب کے ہونا شرط ہے اور سابقہ پانچ چیزوں میں ایک سال کا گزرنا اور اونٹ گائے بکری میں تمام سال جنگل میں چرنا۔ اور مالک کے مال سے بالکل گھاس دانہ نہ کھانا بھی شرط ہے۔ ہم یہاں فقط نقدین[1] اور غلات[2] کے نصاب لکھتے ہیں۔

نقشۂ نصابِ زکوٰۃ غلات ونقدین

جنس	نصاب	مقدار زکوٰۃ
گندم۔ جو۔ خرما۔ مویز	نمبری سیر[3] سے ۲۲ من ۱۲ سیر ۷۰ تولہ	بارانی میں دسواں حصہ اور رچاہی میں بیسواں حصہ۔
اشرفی	۵ تولہ ۷۰ ماشہ	چالیسواں حصہ
"	ایک تولہ نیم ماشہ	"
روپیہ	۱۴ روپیہ ایک ماشہ	"
"	۸ روپیہ ۲۰ ماشہ	"

[1] یعنی سونا چاندی ۱۲ [3] اور پختہ سیر سے ۱۸ من ۱ سیر ۱۰ تولہ ۱۲

[2] یعنی گیہوں۔ جو۔ خرما۔ مویز ۱۲

واضح ہو کہ نوٹ اور زیور اور بے سکّہ کی چاندی اور سونے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر درمیان سال میں اشرفی یا روپیہ کو اور اشرفی یا روپیہ سے بدل لیا جائے اور بعینہٖ وہ باقی نہ رہے تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

بابُ الخمس

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ[1] مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اور اس بات کو تم جان لو کہ جس مال سے (بھی) تم فائدہ اٹھاؤ تو اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول

وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ

کا۔ اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔

مستحقینِ خمس

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ خمس کے چھ حصّے ہوتے ہیں۔ اب ان چھ حصوں میں تین حصّے یعنی خدا اور رسول اور قرابت دارانِ رسول کے حصّے اس زمانہ میں حضرت صاحب الزماں عج سے مخصوص ہیں۔ لیکن

---

[1] - اگرچہ یہ آیت ایسے مقام میں وارد ہوئی ہے کہ جہاں جہاد کا ذکر ہے لیکن چونکہ لغت میں غنیمت کے معنی مطلق فائدہ کے ہیں اس وجہ سے یہاں لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا نہ مورد اور مقام کی خصوصیت کا ۱۲

غیبت کی وجہ سے اُن کے کسی نائب یعنی مجتہد جامع الشرائط کو دینے واجب ہیں۔ اور باقی تین حصے یتیم اور مسکین اور ابن السبیل سادات کے اُن کو خمس نکالنے والا خود بھی تقسیم کر سکتا ہے لیکن ان کا بھی مجتہد کو دینا احوط ہے۔

نصائح

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم ۔ تو خواہ از سخنم پند گیر یا کہ نہ گیر

۱۔ اگر کسی کو پانی پینے کو دو تو اول دیکھ لو کہ اُس میں تنکا وغیرہ نہ پڑا ہو اور ظرف میں زیادہ پانی نہ بھرو بلکہ اتنا خالی رکھو کہ گرے اور چھلکے نہیں۔ نیز ظرف کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر دو۔ اور جب تک وہ خود نہ لے اُس وقت تک لئے کھڑے رہو۔ خود نہ کہو۔

۲۔ اگر کوئی شخص کھانا کھا رہا ہو اور تم اُس کو پانی پلا رہے ہو تو ظرف میں پانی بھر کے لے کر کھڑے نہ ہو جاؤ کیوں کہ اس میں پانی پینے کے تقاضے کی شان پائی جاتی ہے بلکہ جس وقت وہ پانی طلب کرے اُس وقت گلاس وغیرہ میں پانی لے کر دو لیکن زیادہ نہ دو۔

۳۔ اگر پانی میں تنکا وغیرہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اُس کو پھینک کر اور پانی دو۔ لیکن اگر کسی وجہ سے نہ پھینک سکو تو تنکہ کو منہ سے پھونکیں مار مار کر نہ نکالو۔

۴۔ جب پانی پیو تو گلاس کو داہنے ہاتھ میں لے کر پیو۔ مگر یہ کہ سالن وغیرہ سے بھرا ہو۔

۵۔ پانی پینے میں گلے کی آواز نہ نکالو۔ اور ڈکار لینے میں ڈکار نہ لو۔

۶۔ اگر پانی دیا اور کوئی چیز دینے والا ہم سن ہو تو سلام کر کے لو اور اگر بزرگ ہو تو کھڑے ہو کر سلام کر کے لو۔

۷۔ دن کے وقت جب کھانا کھاؤ تو بائیں ہاتھ سے مکھیاں اُڑاؤ۔

۸۔ مولی کھا کر جلسہ میں نہ بیٹھو اور اگر بیٹھنا ضروری ہو تو لوگوں سے ذرا دور بچ کر بیٹھو تا کہ ڈکار کی بدبو سے اوروں کو اذیت نہ ہو۔

۹۔ کھانا ننگے سر نہ کھاؤ۔

۱۰۔ جب کھانا کھاؤ تو معدہ کو تین حصّوں پر تقسیم کرو۔ ایک حصّہ غذا کے لئے دوسرا پانی کے لئے تیسرا ہوا کے لئے۔

۱۱۔ کھانا کھلانے میں حیدرآبادی طریقہ کو رواج دو تا کہ کھانا ضائع اور خراب نہ ہو۔

۱۲۔ روٹی کا بہت احترام کرو اور اگر زمین پر پڑی ہو تو اس کو اُٹھا کر چوم اور کھا جاؤ۔ یا کسی ایسی جگہ رکھ دو جہاں سے جانور کھا جائیں۔

۱۳۔ اگر کوئی شخص فقط تمھاری دعوت کرے تو اپنے ہمراہ طفیلی غفیلی نفیلی نہ لے جاؤ۔

۱۴۔ اگر تم کھانا کھا رہے ہو اور کوئی شخص آجائے یا بیٹھا ہو تو اُس سے تعارف کرو اور کہو بسم اللہ کھانا نوش فرمائیے اور اگر تم سے کوئی تعارف کرے تو کہو نوش جاں یا گوارائے وجود یا ہنیئاً مریئاً۔

۱۵۔ جب جمہائی لو تو منھ پر رومال یا ہاتھ رکھ لو اور آواز نہ نکالو اور اسی طرح کھانسنے میں بھی۔

۱۶۔ جب چھینکو تو منہ اور ناک کے سامنے رومال رکھ لو اور زیادہ آواز سے نہ چھینکو کہ سونے والے اٹھ بیٹھیں۔ چھینکنے کے بعد (الحمد للہ) کہو اور اگر کوئی دوسرا چھینکے تو اس سے کہو یَرحَمُکَ اللہ (خدا تجھ پر رحمت نازل کرے)

۱۷۔ جن مقامات کا ستر ضروری ہے ان کو لوگوں کے سامنے نہ کھجاؤ اور اگر خارش زیادہ بے چین کرے تو وہاں سے اٹھ جاؤ۔

۱۸۔ فضول خرچی اور اسراف نہ کرو خصوصاً اس زمانہ میں کہ مسلمانوں کو افلاس نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ خداوند عالم نے ایسے لوگوں کو قرآن میں (اخوان الشیاطین) فرمایا ہے لیکن زیادہ بخل بھی نہ کرو کہ یہ بھی بہت مذموم صفت ہے۔

۱۹۔ عقد بیوگان کے رائج کرنے میں سعی بلیغ کرو جو لوگ اس رسم کو قبیح سمجھتے ہیں وہ جاہل و احمق اور گنہگار ہیں۔ بہت افسوسناک امر ہے کہ ہندو قومیں جن میں عقد بیوگان مذہباً، عرفاً، رسماً رواجاً ہر طرح مذموم تھا۔ اس زمانہ میں خواب غفلت سے بیدار ہو گئیں اور انہوں نے اپنی روشن خیالی سے قومی ترقی اور مفاد پر نظر کرتے ہوئے اس کو واجب اور ضروری قرار دے دیا۔ اور اخبارات و جرائد اور لکچروں کے ذریعہ سے اپنی قوم کو اس کی خوبیاں دکھلا کر عملی جامہ پہنانے میں بے انتہا کوششیں کیں چنانچہ ان کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اخبارات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے یہاں ہر سال عقد بیوگان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے لیکن

مسلمان صاحبان ابھی تک خوابِ
خرگوش میں مدہوش ہیں جس اسلام
نے تیرہ سو برس قبل سے عقد بیوگان
کو ممدوح و مسنون قرار دیا تھا افسوس
ہے کہ آج اُسی کے پیرو اس کو مذموم
و موہون سمجھ رہے ہیں مسلمانوں
کو چاہیئے کہ وہ جناب خدیجۃ الکبریٰ
(والدۂ جناب معصومہ فاطمہ زہرا ؑ)
کے عقد ثانی سے جو بیوہ ہونے
کے بعد جناب رسولِ خدا ؐ سے ہوا۔
اور جس کی بدولت جناب فاطمہ ؑ
وجود میں آئیں سبق حاصل کریں
اور افراد قومی کے اضافہ میں اس
جائز و حلال و مباح طریقہ سے
کوشش کریں۔

۲۰۔ جہاں تک ممکن ہو کھانے پینے
پہننے کی چیزیں اپنے ملک بلکہ اپنے
ضلع اور شہر کی استعمال کرو۔ خصوصاً
دوائیں اس لیئے کہ ہم ہندوستانیوں کے
لیئے یہاں کی آب و ہوا کے لحاظ سے
یہیں کی دوائیں ہمارے مزاجوں سے
زیادہ مناسب ہیں۔ مگر زحمت یہ ہے
کہ ہمارے دیسی طبیبوں کو گز گز بھر کے
نسخے لکھنے اور بھر بھر کے قدحے پلانے
کا مرض ہے جو بظاہر لاعلاج ہے اس
وجہ سے مجبوراً ڈاکٹری ہی دوا پینی
پڑتی ہے۔

۲۱۔ عورتوں کے کان ناک نہ چھیدو البتہ
گوشواروں کے لیئے کانوں کی لوؤں
کے چھیدنے میں جس میں کچھ زیادہ تکلیف
نہیں ہوتی مضائقہ نہیں۔

۲۲۔ اگر تم کو روپیہ کے آٹھ آنے کرنے
ہوں تو عورتوں کے لیئے زیور بنوا دو
یہ آٹھ آنہ بھی جب ہیں کہ خوش قسمتی سے

زیور گم نہ ہو۔ اور اگر (انشاءاللہ)
گم ہو گیا چنانچہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے
تو رنالوں اور پولیس کے لئے کچھ
اور بھی پوچھے جس کا کوئی نتیجہ نہیں۔

۲۳۔ بچوں کو زیور ہرگز نہ پہناؤ اس لئے
کہ اکثر بچے اسی زیور کی بدولت
نذر اجل ہو گئے ہیں۔

۲۴۔ ہر مہینہ کچھ نہ کچھ پس انداز
ضرور کرو لیکن اپنی جمع پونجی پر کبھی
اعتماد اور بھروسہ نہ کرو بلکہ ہر امر
میں خدا پر توکل کرو۔

۲۵۔ قلیاں نوشی خصوصاً سگریٹ نوشی
کے بند کرنے میں بے انتہا کوشش کرو
اور اگر تم عادی ہو گئے ہو اور ترک
کرنا دشوار ہے تو آئندہ نسلوں کو
ضرور روکو کیوں کہ اس سے سینہ
کمزور قلب سیاہ نطفہ ضعیف بدن
لاغر منحنی چہرہ زرد ہو جاتا ہے دیکھو
سکھ لوگ چوں کہ حقہ وغیرہ نہیں پیتے
تو عموماً کتنے قوی اور فربہ ہوتے
ہیں۔ کسی بزرگ نے اس کے متعلق
کیا خوب جامع فقرہ کہا ہے یُضِرُّ النَّفْسَ
وَالنَّفَسَ وَالنَّفِیْسَ یعنی حقہ و سگریٹ
نوشی جان اور سانس اور مال پاکیزہ
سب کے لئے مضر ہے اگر حساب کیا
جائے تو سال بھر میں مسلمانوں کا
کروروں روپیہ اس مد میں فضول
خرچ ہوتا ہے۔ کاش اگر یہ رقم
خطیر مسلمانوں کی تعلیم میں صرف ہوتی
اور اس سے کوئی اسلامی یونیورسٹی
قایم کی جاتی تو آج اسلام کو کس قدر
ترقی ہوتی۔

۲۶۔ عورتوں کے شرعی پردہ میں بہت
اہتمام کرو اور ان کو مطلق العنان نہ بناؤ۔

۲۷۔ عورتوں کو قرآن اور دینیات اور اخلاقی اور طبی کتابوں کی تعلیم دو بلکہ کوئی صنعت بھی مثل خیاطی وغیرہ کے سکھاؤ خصوصاً کھانا پکانا اس لئے کہ جو عورتیں تعلیم یافتہ ہوتی ہیں تو وہ خود بھی مہذب اور باسلیقہ ہوتی ہیں اور ان کی اولاد بھی اور جو تعلیم یافتہ نہیں ہوتیں تو وہ خود بھی غیر مہذب اور بے سلیقہ ہوتی ہیں اور اُن کی اولاد بھی۔

چنانچہ اسی وجہ سے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ تحصیل علم ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر واجب ہے۔

۲۸۔ جاہل عورتوں کی رائے پر ہرگز عمل نہ کرو اور اُن کی چغلیوں کی طرف بالکل اعتنا نہ کرو۔

۲۹۔ عورتوں کو محنت ومشقت اور کام کرنے خصوصاً چرخہ کاتنے کا عادی بناؤ اور ہندنیوں کی طرح ہر وقت پان چابنے سے روکو۔

۳۰۔ شادی بیاہ میں فضول وناجائز اور ہندوانی رسموں کو ترک کرو۔ اور کتاب کلثومنی و شریعت نسوانیہ کو بالکل منسوخ کردو۔

۳۱۔ عورتوں کی وضع قطع اختیار نہ کرو۔

۳۲۔ روزانہ لازمی طور سے مسواک کرو تاکہ لوگ تمہارے منہ کی گندگی سے اذیت نہ اٹھائیں۔

۳۳۔ نوکر ہمیشہ درمیانی عقل کا رکھو۔ اس لئے کہ اگر زیادہ ہوشیار ہے تو خرید وفروخت میں آقا کا خود سر مونڈے گا۔ اور روپیہ میں چار آنے

کرے گا اور اگر بے وقوف ہے تو دوکان داروں سے سر منڈوائے گا۔ اور اُن سے روپیہ میں پانچ آنے کترو ائے گا۔

۳۴۔ اگر غیب داں شخص کی ضرورت ہو تو کسی کاہل اور سستا شخص کو ملازم رکھ لو۔

۳۵۔ روزانہ منشی یا اور کسی قسم کی ورزش کیا کرو۔

۳۶۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسو۔

۳۷۔ تھوک یا بلغم کو بہت زور سے دور نہ پھینکو۔ اور ناک کو آستین سے نہ پونچھو۔

۳۸۔ بلغم اور آب دماغ کو ایسی جگہ تھوکو کہ جہاں لوگوں کو نظر نہ آئے۔

۳۹۔ کم از کم ہر ہفتہ حجامت بنواؤ اور صابون مل کر غسل کرو۔ کپڑے بدلو اور عطر لگاؤ۔

۴۰۔ ناخنوں کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ اُن کے نیچے میل بھر جائے۔ اور لوگوں کو نفرت ہو۔

۴۱۔ کپڑوں کو پاک و صاف رکھو۔ اور کسی ایسی جگہ نہ بیٹھو جہاں کپڑے میلے ہو جائیں۔

۴۲۔ بے ادب بن کر اپنے خاندان اور استادوں اور مسلم یونیورسٹی یا اُس تعلیم گاہ کا جس میں تم پڑھتے ہو۔ نام بدنام نہ کرو۔

۴۳۔ اپنے راز کی بات دوست خالص سے بھی نہ کہو۔ اس لئے کہ اُس کا بھی یقیناً کوئی دوست خالص ہوگا۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

۴۴۔ جب سفر کرو تو اعزہ و اقارب کے لئے اپنے خط اور تار وغیرہ

کی کوئی خاص علامت مقرر کر جاؤ
تاکہ اصلی اور جعلی میں امتیاز ہو جائے۔
۴۵۔ روانگی سے قبل اسباب
کے عددوں کا شمار کر و۔ اور
اُن کو کسی ایک شخص کی تحویل
میں دو تاکہ وہ اُن کا ذمہ دار
بن جائے۔
۴۶۔ دشمن سے کبھی غافل نہ رہو
اور اُس کو حقیر نہ سمجھو۔ مصرعہ
دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد
۴۷۔ سلام کرنے میں ہمیشہ
تقدیم کرو۔
۴۸۔ باہمدیگر مسلمانوں میں اتحاد
و اتفاق کے پیدا ہونے اور
فرقہ بندی کے دور کرنے کی
کوشش کرو۔ اس لئے کہ باہمدیگر
اتحاد و اتفاق اسلام کی ترقی
کا باعث ہے اور عداوت و نفاق
اسلام کے ضعف و اضمحلال کا سبب
ہے۔ شعر

زاتفاقِ مگس شہد می شود پیدا
خدا چہ لذّتِ شیریں در اتفاق نہاد

۴۹۔ آپس میں مقدمہ بازی نہ کرو۔ بلکہ
مصالحت سے اپنے تمام اُمور
طے کر لو۔
۵۰۔ جب بیت الخلا جاؤ تو آب دست
لینے کے قدمچہ میں پاخانہ نہ پھرو اور
جس قدمچہ میں پاخانہ ہو اُس میں آب دست
نہ لو۔
۵۱۔ اگر دن میں سوؤ تو منہ ڈھک لو تاکہ
منھ میں مکھیاں نہ گھسیں۔
۵۲۔ منھ کو زیادہ تر بند رکھو خصوصاً نوالہ
چبانے کے وقت۔
۵۳۔ جب تک کسی لفظ کو خوب تحقیق نہ کر لو

اُس وقت تک اُسے نہ بولو ورنہ انھیں بزرگ کا سا قصہ ہوگا جنھوں نے ایک صاحب سے وقتِ رخصت "میں مرخص ہوتا ہوں" سُنا۔ اُن بزرگوار کو یہ لفظ بہت پسند آیا۔ جب دوسرے دن جلسہ میں پہونچے تو سب سے پہلے صاحبِ خانہ سے آپ ہی نے رخصت طلب کی اور کہنے لگے کہ اب میں مخنّث ہوتا ہوں۔ اسی طرح ایک اور بزرگوار نے ایک صاحب کو جو کسی کے بیٹے کی تعزیت کرنے آئے تھے یہ کہتے سُنا کہ خدا آپ کو صبر دے اور بہت جلد نعم البدل عطا فرمائے۔ اُن بزرگوار نے یہ فقرہ خوب رٹ لیا۔ اتفاقاً چند روز کے بعد کسی صاحب کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ یہ جناب تو اس موقع کے منتظر ہی تھے فوراً وہاں پہونچے اور اُن صاحب سے جن کے باپ مر گئے تھے بہت حزین و غمگین صورت بنا کر بولے کہ خداوند عالم آپ کو صبر دے اور بہت جلد نعم البدل عطا فرمائے۔

۵۴۔ جو بات کہو اُس کی بھلائی برائی کو خوب سوچ سمجھ لو۔

۵۵۔ اگر تم کو اپنے دشمن بنانے ہوں تو لوگوں کو خوب قرض دو۔ چند روز ہی کے بعد یہ لوگ سلام علیک ترک کر دیں گے۔ تمھاری صورت سے نفرت کرنے لگیں گے۔ جو راستہ تم چلو گے وہ اُس راستہ کو بھی چھوڑ دیں گے۔ اگر اتفاقاً کہیں تم اُنھیں مل گئے تو گردن پھیر لیں گے۔ منھ موڑ لیں گے۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے کہ "القرض مقراض المحبۃ"

البتہ اگر کسی شخص سے قرضہ کی وصولی اور اُس کے دشمن نہ بننے کا یقین ہو تو اُس کو ضرور قرض دو۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔

۵۶۔ جو شخص تم سے اور لوگوں کے عیوب بیان کرے تو سمجھ لو کہ وہ یقیناً تمھارے عیوب کو اوروں سے نقل کرے گا۔

ہر کہ عیبِ دگراں پیش تو آورد و شمرد
بے گماں عیب تو پیشِ دگراں خواہد برد

۵۷۔ ہر شخص پر اعتماد نہ کرو خصوصاً سفر میں

۵۸۔ میوۂ ہندوستان یعنی فلفل سرخ کا بہت کم استعمال کرو۔ اس لئے کہ یہ میوہ اعضائے رئیسہ کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور قبل از وقت اندھا بنا دیتا ہے۔

۵۹۔ جب کسی کے یہاں مہمان ہو تو ایسی فرمائشیں نہ کرو جو میزبان کے لئے باعث تکلیف ہوں۔

۶۰۔ ہر شبِ جمعہ کو اپنے اموات کی فاتحہ دلاؤ۔

حتی الامکان ہر جمعہ کو قبرستان میں جا کر اپنے عزیزوں اور بزرگوں اور دوستوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھو اور اُن کے لئے کلام اللہ کی تلاوت کرو۔ اور خیرات کرو خصوصاً والدین کے لئے۔

باب ششم